عاریت کے شرعی احکام

پروفیسر محفوظ احمد، سانگلہ ہل

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لغوی مفہوم عربی لغت میں عاریت کا مادہ ع۔ و۔ ر ہے جوہری (م ۹۷۰ھ) کے نزدیک عاریہ کی یاء کو مشدّد بھی پڑھا جاتا ہے اور مخفف بھی[1]۔

لغت میں عاریہ ان معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ وہ چیز جو لوگوں کے درمیان آتی جاتی ہو۔ اسی لیے ابن منظور (م ۷۱۱ھ) نے اس کا معنی لکھا ہے "ماتداولوہ بینھم"[2] یعنی عاریت اس چیز کو کہا جاتا ہے جو لوگوں کے درمیان آتی جاتی ہو۔

۲۔ وہ شئے جو جلدی جائے اور جلدی سے آجائے۔ عربی میں کہا جاتا ہے۔ "اعارہ الشئ واعارہ منہ وعاورہ"[3] اس نے فلاں چیز عارضی طور پر اس کو دی اور اس نے عارضی طور پر لی۔

ابن الاثیر (م ۶۰۶ھ) کے نزدیک عاریۃ "عار" (بمعنی عیب) کی طرف منسوب کیا جاتا ہے

---

[1] جوہری، الصحاح العربیہ، المطبعۃ المصریہ، مصر، ۱۳۸۳ھ۔ بذیل مادۃ "عور" مجدالدین فیروز آبادی، القاموس المحیط، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۷ء، ص ۵۷۳

[2] ابن منظور، لسان العرب، دار صادر بیروت، ۱۳۰۰ھ، ج ۴، ص ۶۱۸

[3] زبیدی، تاج العروس، مطبعۃ الخیریہ، مصر، ۱۳۵۶ھ ج ۳، ص ۴۳۰

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عاریت چیز مانگنا بھی باعث عیب ہوتا ہے[1]

ابن منظور کے نزدیک عاریہ "عار"[2] سے بنا ہے اور اس کا فعل اِعْتَوَرَ یا تَعَوَّرَ یا تَعَاوَرَ آتا ہے اسی لیے کیا جاتا ہے۔

"اعتور الشیٔ یا تعور الشیٔ یا تعاور الشیٔ"[3] یعنی اس چیز کو باہم ایک دوسرے کے ہاتھ پھیراتے رہو یعنی عاریتاً دیتے رہو۔

استعارہ بھی عاریہ سے بنا ہے۔ لسان العرب میں ہے۔

"استعارہ منہ طلب منہ ان یصیر"[4]

یعنی کسی سے کسی چیز کا عاریتاً طلب کرنا استعارہ کہلاتا ہے۔

۳ ۔ عاریۃ کا تیسرا معنی یہ ہے کہ اس شئے مقصود کا نام جو لینے والے کے پیش نظر ہو۔[5] اس معنی کے مطابق یہ لفظ "عراہ یعروہ عرواً" سے نکلا ہے جس کا معنی قصد کرنے کے ہیں۔ چونکہ عاریتاً لی ہوئی چیز بھی لینے والے کا مقصد ہوتی ہے اس لیے اس مفہوم کے لیے بھی عاریۃ کا لفظ استعمال ہے۔

اصطلاحی مفہوم

علامہ سرخسی (م ۴۸۳ھ) نے استعارہ یا عاریت کی اصطلاحی تعریف یہ تحریر کی ہے "تملیک المنفعۃ بغیر عوض"[6] کسی کی خواہش پر بلا عوض اپنی چیز کے نفع کا کسی دوسرے کو مالک بنا دینا استعارہ کہلاتا ہے مرغینانی (م ۵۹۳ھ) نے ہدایہ میں اس مفہوم کو ان الفاظ میں رقم کیا ہے۔

---

۱ ابن الاثیر، النہایہ فی غریب الحدیث والاثیر، موسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان، ایران، ۱۳۶۴ھ، ج ۳ ص ۳۲۰

۲ عور سے عار اس طرح بنا کہ قانون صرف کے مطابق واؤ متحرک ماقبل مفتوح الف سے تبدیل ہو جاتا ہے

۳ بطرس بستانی، محیط المحیط، تاریخ و مقام اشاعت نامعلوم، ج ۲، ص ۱۴۹۶

۴ ابن منظور، لسان العرب، ج ۴، ص ۶۱۸

۵ عبدالرحمٰن الجزیری کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، مکتبہ تجاریہ، مصر (ت۔ن) ج ۳ ص ۲۶۹

۶ شمس الدین السرخسی، المبسوط، مطبقہ السعادۃ، مصر، ت۔ن، ج ۱۱، ص ۱۳۳

"تملیك المنافع بغیر عوض"[1] بہر حال فقہی اصطلاح میں کسی شخص کا کوئی چیز دوسرے شخص سے بغیر معاوضے کے طلب کرنا استعارہ کہلاتا ہے۔

صاحب شرح الوقایہ نے شریعت کی تملیکات اس طرح بیان کی ہیں۔

اول : کسی کو کسی چیز کا معاوضے سے کر مالک بنانا بیع کہلاتا ہے۔

دوم : بلا عوض کسی چیز کا کسی کو مالک بنانا ہبہ کہلاتا ہے۔

سوم : معاوضہ لے کر کسی شخص کو کسی چیز کے نفع کا مالک بنانا اجارہ کہلاتا ہے۔

چہارم : بغیر معاوضے کے کسی چیز کے نفع کا کسی شخص کو مالک بنانا عاریۃ کہلاتا ہے[2]

عاریت کی شرعی حیثیت

عاریت کے جواز کے لیے قرآن پاک اور احادیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد دلائل ملتے ہیں۔

سورہ الماعون میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون. الذین هم یراؤن ویمنعون الماعون[3]

ترجمہ : پس تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لیے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں ۔ جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو عاریۃ) دینے سے گریز کرتے ہیں۔

علامہ قرطبی (م ۶۷۱ھ) نے ماعون کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "ماعون" سے مراد عاریۃ" ہے[4]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایک بار حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ایک گھوڑا (جسے

---

[1] برہان الدین مرغینانی، الہدایہ، محمد علی کارخانہ کتب کراچی، ۱۳۱۱ھ، ج ۳، ص ۲۷۷

[2] عبیداللہ بن مسعود، شرح الوقایہ، ایچ۔ ایم سعید، کراچی (ت۔ن) ج ۳، ص ۲۷۳-۲۷۴

[3] الماعون : ۴ - ۷

[4] ابوعبداللہ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، دارالکتاب، قاہرہ، ۱۹۶۷، ج ۲۰، ص ۲۱۴

مندوب کہا جاتا تھا) عاریتاً لیا اور اس پر آپ سوار ہوئے[1] غزوہ حنین میں بھی حضرت صفوان بن امیہؓ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زرہ عاریتاً طلب کی تو حضرت صفوان نے پوچھا۔

"أغصب یا محمد فقال لا بل عاریة"[2]

یارسول اللہ کیا آپ بطور غصب لینا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ عاریتاً، یعنی واپس لٹادوں گا۔ اسی طرح صحیح ابن حبان میں حضرت ابوامامہؓ کی ایک روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاریتہ کے متعلق فرمایا" العاریة مؤداة "[3] عاریتاً لی ہوئی چیز واپس لٹائی جاتی ہے۔

ان دلائل سے واضح ہو جاتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں استعارہ جائز ہے۔ بلکہ علامہ جزیری نے اس کی مزید تقسیم یہ کی ہے۔

"وقد یعرض لها الوجوب .... وقد یعرض لها الحرمة"[4]

یعنی کبھی عاریت کا دینا واجب ہو جاتا ہے جیسے ایک شخص کو سخت گرمی اور تپتے میدان میں سائبان کی ضرورت ہو جس پر اس کی زندگی کا انحصار بیماری سے بچنا موقوف ہے اب اگر کسی کے پاس کسی طرح کا کوئی سائبان ہے تو اس کو یہ سائبان عاریۃ طلب کرنے پر دینا واجب ہے اسی طرح اگر کسی کے پاس کوئی خادم ہے اور مستعیر اس سے حرام یا ناجائز کام کرانے کے لیے عاریۃ طلب کرتا ہے تو اس صورت میں معیر کا خادم عاریتاً دینا حرام ہے۔

عاریت سے بنی نوع انسان ایک دوسرے کی جائز حاجت روائی کرتے ہیں اور باہمی حسن سلوک کے تعلقات بڑھتے ہیں اور الفت و محبت پختہ ہوتی ہے۔ اسی لیے صاحب ہدایہ نے

---

[1] امام احمد، المسند، دار صادر، بیروت، (ت۔ن) ج ۳، ص ۱۸۰، ۲۷۴

[2] ابوداؤد، سنن ابی داؤد (کتاب البیوع، باب تضمین العاریة) ولی محمد ناشران کتب کراچی، ۱۳۶۹، ج ۲، ص ۵۰۱

[3] علاؤالدین علی، صحیح ابن حبان، (کتاب العاریة، حدیث نمبر ۵۰۰۲) موسسة الرسالة مصر، ج ۸، ص ۲۷۷

[4] الجزیری، کتاب الفقہ، ج ۳، ص ۲۷۱

کتاب العاریۃ کا آغاز ہی ان الفاظ سے کیا ہے۔ "العاریۃ جائز لانہ نوع احسان"[1] یعنی عاریت جائز ہے اس لیے کہ یہ اس احسان کی ایک قسم ہے۔ اسی احسان کو قرآن پاک نے تعاون کا نام دیا ہے جس کا ذکر سورۃ المائدہ میں اس طرح کیا گیا۔

"تعاونوا علی البرّ و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"[2]

نیکی اور پرہیزگاری کی باتوں میں تم ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ وسرکشی کی باتوں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔

ارکان عاریت استعارہ کے چار ارکان ہیں:

۱۔ **معیر**: کوئی شے عاریتاً دینے والا۔

۲۔ **مستعیر**: عاریتاً کوئی شے طلب کرنے والا یا لینے والا۔

۳۔ **معار**: وہ چیز جو عاریتاً دی جائے۔

۴۔ **صیغہ**: الفاظ عاریت۔

عاریت کے معاملے میں جو الفاظ استعمال کیے جائیں ان میں ایجاب وقبول کا مفہوم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ عاریت میں تملیک ہوتی ہے اور وہ ایجاب وقبول کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی۔ البتہ اس میں زبان سے کہنا ضروری نہیں صرف مطلوبہ شے کا لین دین ہی کافی ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے۔

"افاد بالتملیك لزوم الایجاب والقبول ولو فعلا"[3] یعنی عاریت میں ایجاب وقبول کا ہونا ضروری ہے اگرچہ یہ ایجاب وقبول قولی ہو یا فعلی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

"واما رکنها فهو الایجاب من المعیر و القبول من المستعیر"[4]

یعنی معیر کا ایجاب اور مستعیر کا قبول رکن عاریت ہے۔

عاریت کے لیے جن الفاظ کا استعمال درست ہے ان کے متعلق ابن قدامہ (م ۶۲۰ھ) نے لکھا ہے

---

[1] مرغینانی: ہدایہ: ۳: ۲۷۶

[2] مائدہ: ۲

[3] علاء الدین حنفی، درمختار، ناشر قاضی ابراہیم (ت۔ن) ص ۵۸۷

[4] فتاویٰ عالمگیری، نورانی کتب خانہ، پشاور (ت۔ن) ج ۴، ص ۳۶۳

تنعقد بكل فعل او لفظ يدل عليها مثل قوله اعرتك هذا او يدفع اليه شيئا ويقول ابحتك الانتفاع به او خذ هذا فانتفع او يقول اعرني هذا او اعطينه اركبه او احمل عليه ويسلمه اليه[1]

عاریت ہر اس فعل یا لفظ سے منعقد ہو جاتی ہے جس میں تملیک کا مفہوم پایا جاتا ہو جیسے کوئی یہ کہے کہ میں نے یہ چیز تجھے عاریتاً دی۔ یا کسی کے سپرد کوئی چیز کر دی جائے یا یہ کہا جائے کہ میں نے اس چیز سے فائدہ اٹھانا تیرے لیے مباح کر دیا۔ یا اس شئے کو لے لو اور اس سے نفع اٹھاؤ۔ یا یہ کہا جائے کہ مجھے یہ چیز عاریتاً دو۔ وہ (سواری) مجھے دو میں اس پہ سوار ہوں یا میں اس پر سامان رکھوں اور وہ اُسے اس کے سُپرد کر دے۔

ان تمام الفاظ سے عاریت منعقد ہو جاتی ہے البتہ ان کے استعمال میں فقہاء نے ایک شرط عائد کی ہے کہ ان الفاظ سے مراد ہبہ کا مفہوم نہیں ہونا چاہیے[2]

شرائط عاریت شریعت اسلامیہ میں عاریت کے لیے یہ شرائط مقرر کی گئی ہیں۔

معیر سے متعلق شرائط معیر میں یہ شرائط موجود ہونی چاہیے۔

اول۔ عاقل ہونا۔ معیر کو عاقل ہونا چاہیے کیونکہ مجنون یا پاگل عدم اہلیت کی بنا پہ اگر کسی کو کوئی چیز عاریتاً دے تو عاریت درست نہ ہوگی۔

دوم۔ باشعور ہونا معیر کے لیے دوسری شرط اس کا باشعور ہونا ہے گویا ناسمجھ بچے کا کسی کو کوئی چیز عاریتاً دینا صحیح نہیں ہوگا۔ تاہم معیر کا بالغ ہونا شرط نہیں کیونکہ نابالغ بھی جس شئے کے متعلق تصرف کا مختار ہو تو اس چیز کے متعلق اس کا اعارہ درست ہوگا۔

مستعیر کے متعلق شرائط فقہاء عظام کے نزدیک مستعیر کو ان شرائط کا حامل ہونا چاہیے۔

---

[1] محمد عبداللہ بن قدامہ، المغنی مطبعۃ الامام، مصر (ت۔ن)، ج ۵، ص ۱۸۶ - ۱۸۷

[2] مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۷

اول ۔ مستعیر شخص معین ہو۔ بلا تعین عاریت درست نہ ہوگی جیسے کوئی شخص دو آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہے کہ یہ موٹر کار میں تم میں سے ایک کو عاریتاً دیتا ہوں۔ اس طرح اعارہ درست نہ ہوگا۔

دوم ۔ مستعیر معار کے استعمال کو جاننے والا ہو[1] لہٰذا کسی شخص کا اپنی موٹر سائیکل کسی بچے یا دیوانے کو دینا درست نہ ہوگا۔

سوم ۔ اہلیت کا ہونا۔ یعنی مستعیر معار لینے کی اہلیت رکھتا ہو اسی لیے کسی کافر کو مسلمان کا قرآن پاک عاریتاً دینا درست نہ ہوگا کیونکہ وہ اس کے قبول کرنے کا اہل نہیں ہے[2]

معار کے متعلق شرائط

عاریت میں جو چیز دی جا رہی ہو اس میں ان شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے۔

اول ۔ تلف کیئے بغیر فائدہ اٹھانا: یعنی وہ چیز عاریتاً دی جا سکتی ہے۔ جس کو تلف یا ضائع کیئے بغیر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اس طرح اگر کسی چیز سے استفادہ ممکن نہ ہو تو اس کا عاریتاً دینا بھی درست نہ ہوگا۔

اول الذکر کی مثال جیسے موم بتی یا اشیا خوردنی۔

موخر الذکر کی مثال جیسے بیمار جانور جس سے مطلوبہ کام نہ لیا جا سکتا ہو۔

دوم ۔ مستعیر کا قبضہ۔ دوسری شرط معار کے لیے یہ ہے کہ مستعیر معار کو اپنے قبضہ میں لے اس لیے کہ قبضہ کے بغیر اعادہ درست نہ ہوگا۔

سوم ۔ مباح ہونا۔ عاریت میں جو چیز دی جا رہی ہو اس کا مباح ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ ایسی چیز کا عاریتاً دینا حرام ہے جس کی منفعت حرام ہو۔ جیسے مسروقہ چیز۔

نیز ناجائز مقصد کے لیے جائز چیز عاریتاً دینا بھی ناجائز ہے جیسے اپنی بندوق کسی کو قتل کے لیے عاریتاً دینا البتہ ایسی چیز کا عاریتاً دینا جائز ہے جس کا استعمال جائز ہو اور فروخت ناجائز جیسے

---

[1] علاء الدین حنفی، درمختار۔ ص ۷۵۸

[2] ابن قدامہ، المغنی، ج ۵، ص ۱۸۷

شکاری کتا، یا قربانی کی کھال۔ اس کا استعمال تو جائز ہے لیکن فروخت ناجائز ہے[1]

الفاظ عاریت کے متعلق شرط

عاریت کے الفاظ کے متعلق شرط یہ ہے کہ وہ الفاظ ایسے ہوں جن سے یہ ظاہر ہو کہ فلاں شئے سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے۔ وہ الفاظ خواہ معیر کے ہوں یا مستعیر کے جیسے مستعیر کہے کہ مجھے فلاں چیز عاریتاً دے دیجئے یا معیر کہے کہ میں فلاں چیز عاریتاً دے رہا ہوں۔ دوسری طرف سے جوابی الفاظ کی ادائیگی ضروری نہیں صرف اس پر عمل ہی کافی ہے[2]

اقسام عاریت

فقہ اسلامی میں عاریت کی یہ اقسام ہیں۔

اول، مطلقة فی الوقت والانتفاع: عاریت کی اس قسم میں معار سے فائدہ اٹھانے اور پابندی وقت کا تعین نہیں ہوتا جیسے معیر کہے کہ میں نے یہ مکان یا جانور اسلم کو عاریتاً دیا اور یہ نہ بتایا کہ وہ مکان سے کتنے عرصہ کے لیے فائدہ اٹھائے یا جانور سے کیا کام لیا جائے۔ تو یہ عاریت بھی درست ہوگی اس لیے کہ ہدایہ میں ہے۔" لایشترط فیه ضرب المدة"[3] یعنی عاریت میں مدت کا بیان کرنا شرط نہیں ہے عاریت کی اس قسم میں مستعیر معار سے بلا شرط یا پابندی کے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

دوم: مقیدة فی الوقت والانتفاع: اس عاریت سے مراد یہ ہے کہ معار سے مستفید ہونے کی مدت اور فائدہ کی مقدار بتا دی جائے۔ جیسے معیر کہے کہ میں نے اپنا مکان اشرف کو ایک ماہ کے لیے عاریتاً دیا اس دوران وہ اپنا سامان اس میں رکھ سکتا ہے اس صورت میں اشرف کے لیے ایک ماہ سے زائد اس مکان سے فائدہ ناجائز ہوگا۔ اور نہ ہی اس مکان میں اپنا سامان رکھنے کے علاوہ کوئی دوسرا فائدہ اٹھا سکے گا۔ البتہ جس مقصد کے لیے اُسے اجازت دی گئی ہے اس سے بہتر طریقہ سے اُسے کام میں لانے کی اجازت ہے جیسے مکان میں لوہا اور پتھر

---

[1] الجزیری، کتاب الفقہ، ج ۳، ص ۲۷۳ - ۲۷۵

[2] الجزیری، کتاب الفقہ، ج ۳، ص ۲۷۳

[3] مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۷، ۲۷۸

رکھنے کی اجازت تھی تو اس نے کپڑا رکھ لیا۔ تو یہ جائز ہوگا[1]

سوم۔ مقیدة فی حق الوقت مطلقة فی حق الانتفاع :

عاریت کی اس قسم سے مراد یہ ہے کہ اس میں مال عاریت سے فائدہ اٹھانے کے لیے مدت مقرر کر دی گئی ہو لیکن فائدہ اٹھانے میں مستعیر آزاد ہو۔ جیسے معیر کا یہ کہنا کہ میں آپ کو یہ جانور دس دن کے لیے عاریتاً دیتا ہوں لیکن یہ نہ بتایا گیا ہو کہ اس جانور سے کیا کام لیا جائے۔

اس صورت میں معیر کے قول سے تجاوز کرنا جائز نہ ہوگا۔

چہارم : مقیدة فی حق الانتفاع ومطلقة فی حق الوقت

یعنی مال عاریت سے مستفید ہونا مقید کر دیا گیا ہو البتہ وقت کی کوئی پابندی نہ ہو، جیسے معیر کہے کہ میں یہ موٹر سائیکل آپ کو عاریتاً دیتا ہوں لیکن آپ اس پر صرف فلاں مقام پر جا سکتے ہیں اس صورت میں مستعیر مقررہ مقام پر جتنی بار چاہے جا سکتا ہے البتہ کسی اور مقام پر اس موٹر سائیکل پہ جانا ناجائز ہوگا۔ مؤخر الذکر تینوں صورتوں میں معیر کے قول سے تجاوز کرنا کسی صورت میں جائز نہ ہوگا[2]

عاریتی اشیاء عاریت میں کس قسم کی اشیاء دی جا سکتی ہیں اس کے متعلق علامہ ابن رشد (م ۵۹۵) نے لکھا ہے۔

تجوز اعارة كل عين ينتفع بها منفعة مباحة مع بقائها على الدوام كالدور والعقار والعبيد، والجواري والدواب والثياب والحلى والملبس والكلب للصيد[3]

عاریت میں ہر وہ چیز دی جا سکتی ہے جس کو زائل کیے بغیر جائز فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہو جیسے عام کھلی جگہ، زمین، غلام، کشتی یا باندی، چوپائے، کپڑے، زیورات، لباس اور شکاری کتا وغیرہ۔

---

[1] مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۸ - ۲۷۹

[2] مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۹

[3] ابن رشد، بدایة المجتہد، مکتبہ المصطفیٰ الحلبی، مصر، ۱۹۶۰ء، ج ۲، ص ۳۱۳ - ابن قدامہ، المغنی ج ۵، ص ۱۸۷

ان اشیاء کی تشریعت میں کوئی تخصیص تو نہیں بہرحال ہر وہ چیز عاریتاً دی جاسکتی ہے جس سے نفع اٹھانا جائز ہو اور نفع اٹھانے سے اس کی شکل زائل نہ ہو۔

معیر کے فرائض و اختیارات

کتب فقہ میں معیر کے یہ فرائض و اختیارات بیان کیئے گئے ہیں۔

عاریت معینہ میں مدت مقررہ سے پہلے معیر معار کو واپس لینے کا اختیار رکھتا ہے بشرطیکہ اس کی واپسی میں مستعیر کو کوئی ضرر یا نقصان نہ پہنچے جیسے ایک شخص کو زمین بغرض زراعت مستعار دی گئی تو اب معیر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس زمین سے پیداوار حاصل ہونے سے پہلے اُسے واپس لے۔ کیونکہ اس وقت زمین کی واپسی سے مستعیر کو مالی نقصان پہنچے گا۔ البتہ اگر معیر مطلوبہ نقصان کو پورا کر دے تو پھر معیر اپنی عاریت کی چیز واپس لینے کا مجاز ہے۔

اگر معیر نے دو سال کے لیے کسی کو زمین عاریتاً دی اس عرصہ میں مستعیر نے اس زمین میں درخت لگا دیئے۔ ایک سال کے بعد معیر نے اس زمین کی واپسی کا مطالبہ کر دیا اب ان درختوں کے اکھاڑنے سے معیر نقصان کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔ ان درختوں کی قیمت کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اگر ایک سال کے پودے کی قیمت ۱۰۰ روپے فرض کریں تو ایک سال کے بعد اس کی متوقع قیمت ۱۵۰ ہو تو معیر ۵۰ روپے مستعیر کو ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ البتہ اگر مقررہ مدت کے بعد معیر نے اپنی زمین کی واپسی کا مطالبہ کیا تو مالک اپنی زمین واپس لے سکتا ہے اور درخت اکھاڑنا مستعیر کا فرض ہوگا۔ اسی لیے صاحب ہدایہ نے لکھا ہے۔

وللمعير ان يرجع في العارية متى شاء۔

یعنی معیر اس بات کا مختار ہوتا ہے کہ وہ جب چاہے اپنی عاریت سے رجوع کرلے اگرچہ عاریت مقید ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا تھا "العاریۃ مؤداۃ"[1] عاریۃ میں لی گئی چیز واپس لٹائی جاتی ہے۔

---

[1] ابوعیسٰی، جامع ترمذی، (ابواب البیوع، باب جاء ان العاریۃ مؤداۃ) مکتبہ رحیمیہ۔ دیوبند، ۱۹۵۲ء، ج ۱، ص ۱۷۲۔

اگر معیر نے کسی کو ایک خاص مقام تک جانے کے لیے موٹر سائیکل عاریتاً دی۔ تو دینے والے کو یہ اختیار نہیں کہ اس کا ایسی جگہ سے مطالبہ کرے جہاں سے مستعیر کرایہ کی سواری لے کر واپس نہ آسکتا ہو۔ اس کی واپسی تک موٹر سائیکل مستعیر کے پاس رہے گی۔

معیر کو ایک اور اختیار شریعت یہ دیتی ہے کہ اگر معار مستعیر کے ہاتھوں ضائع ہو جائے یا ہلاک ہو جائے تو معیر مشروط طور پر تاوان وصول کر سکتا ہے۔ (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)

حدود عاریت

معیر نے مستعیر کو کوئی چیز جس قسم عاریت کے مطابق دی ہو اس حد سے تجاوز کرنا ناجائز ہوگا[1]

مستعیر مستعار لی ہوئی چیز نہ اجرت پر آگے کسی کو دے سکتا ہے اور نہ ہی کسی کے پاس رہن رکھ سکتا ہے البتہ ودیعت[2] کے طور پر کسی کے ہاں رکھی جا سکتی ہے۔

ضمان یا تاوان عاریت

ضمان یا تاوان عاریت سے مراد یہ ہے کہ اگر معار مستعیر کے پاس ہلاک یا ضائع ہو جائے تو کیا مستعیر معیر کو اس کا بدل ادا کرے گا اس بارے میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں فتح القدیر میں ہے۔

والعارية امانة ان هلكت من غير تعد لم يضمن[3] یعنی عاریۃ امانت ہی کے حکم میں ہے اگر مستعیر کے پاس حدود عاریت سے تجاوز کیے بغیر ہلاک ہو جائے تو ضمان یا تاوان نہ ہوگا۔ جیسے ایک شخص نے جانور دوسرے کو عاریتاً دیا اور مستعیر نے اس جانور پر کوئی ناروا سختی بھی نہیں کی اور نہ ہی اس کی حفاظت میں کوئی کوتاہی کی نہ ہی اس پر ظلم کیا اور وہ جانور مر گیا تو یہ نقصان معیر کا ہوا مستعیر کو کچھ دینا نہ پڑے گا اور اگر مستعیر نے جانور پر ناروا سختی کی یا اس کی حفاظت میں کوتاہی کی یا اس پر ظلم کیا جس سے وہ جانور مر گیا تو مستعیر معیر کو تاوان ادا کرنے کا پابند ہوگا یہ قول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہے[4]

---

[1] مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۸، علاؤ الدین، درمختار، ص ۷۵۹

[2] کسی چیز کو حفاظت کے لیے کسی دوسرے کے سپرد کرنا فقہ اسلامی میں ودیعت کہلاتا ہے۔

[3] ابن ہمام، فتح القدیر، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھرات۔ن) ج ۷، ص ۴۶۸ مرغینانی ہدایہ، ج ۳ ص ۲۷۷۔

[4] جلال الدین خوارزمی، کفایۃ "بذیل فتح القدیر" ج ۷، ص ۴۶۸

اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کا جانور پکڑ کر کسی اور کو عاریۃ دے دیا وہ اس کے پاس ہلاک ہوگیا تو اس صُورت مستعیر تاوان کا ذمہ دار ہوگا کیونکہ جانور کے اصل مالک نے اسے وہ جانور عاریت نہیں دیا تھا لہٰذا مستعیر کو پہلے یہ تحقیق کر لینا مناسب ہوگا کہ آیا معار معیر کی ملکیت ہے بھی یا نہیں۔ عاریت کی چیز کو مستعیر نہ کرایہ پر دے سکتا ہے نہ گروی رکھ سکتا ہے لیکن اگر اس نے ایسا کیا اور وہ جانور مرتھن یا کرایہ دار کے پاس ہلاک ہوگیا تو بھی مستعیر تنہا تاوان کا ذمہ دار ہوگا۔

یہی حکم اس صُورت میں بھی ہے کہ ایک شخص نے عاریتاً لی ہوئی چیز کسی اور کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر عاریتاً دے دی جب کہ اس چیز کو مختلف اشخاص کے استعمال سے نقصان کا خطرہ ہو۔ تو بھی مستعیر ثانی کے استعمال سے معار کے ضائع ہونے پر مستعیر اول کو تاوان ادا کرنا پڑے گا البتہ اگر معیر نے اس بات کی اجازت دی ہو تو پھر تاوان ادا کرنا نہیں پڑے گا جیسے مستعیر نے معیر سے عاریت میں چیز لیتے وقت کہا ہو کہ یہ جانور مجھے عاریت دے دیجئے۔ کہ میں خود اس پر سوار ہوں یا جسے چاہوں عاریتاً دے دوں اس صُورت میں مستعیر ثانی کے پاس بھی تلف ہونے سے مستعیر کو تاوان ادا کرنا نہیں پڑے گا۔

اس صُورت میں بھی مستعیر کو تاوان ادا کرنا نہیں پڑے گا کہ اگر معیر نے شئے کے استعمال لیے کوئی خاص کام مقرر کر دیا۔ مستعیر نے اُسے مقررہ کام کے علاوہ کسی اور کام میں استعمال کیا اور وہ شئے ضائع ہوگی تو دیکھنا یہ ہوگا کہ کیا مستعیر نے اس شرط کی مخالفت اگر بدنیتی سے کی ہے تو تاوان ادا کرنا پڑے گا ورنہ نہیں جیسے

معیر نے کوئی جانور اس لیے دیا تھا کہ اس پر نمک کی بوری لادی جائے لیکن مستعیر نے اس پر روئی کی بوری لادی اور وہ مرگیا تو مستعیر تاوان کا ذمہ دار نہ ہوگا البتہ اگر اس نے لوہے کی بوری لادی اور اس سے وہ جانور مرگیا تو تاوان کا ذمہ دار ہوگا۔

اسی طرح اگر مقررہ وقت کے لیے کوئی چیز عاریتاً دی اور مستعیر نے مقررہ وقت کے گزرنے کے بعد معار کو واپس نہ کیا یا مقررہ وقت گزرنے کے بعد دوران واپسی وہ چیز تلف ہوگئی تو بھی اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا۔

امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل کے ہاں ہر صُورت میں ضمان ادا کرنا پڑے گا خواہ مستعیر سے

کوئی غفلت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

کتاب الام میں ہے:

"فمن استعار شیاً فتلف فی یدہ بفعلہ او بغیر فعلہ فھو ضامن لہ[۱]"

یعنی جب کسی نے کوئی چیز مستعار لی اور وہ چیز اس کے ہاتھ میں کسی بھی طرح ضائع ہوگئی تو ضمان ادا کرنا ہوگا۔

معجم الفقہ الحنبلی میں ہے:

یجب الضمان العاریۃ ان تلف سواء تعدی فیھا المستعیر او لم یتعد"[۲]

مستعیر پر معار کے ضائع ہونے پر ضمان واجب ہوگا اگرچہ وہ معیر کی حدود سے تجاوز ہو یا نہ ہو۔

مالکیہ کے ہاں عارتیی اشیاء دو طرح کی ہوتی ہیں

اول۔ سربستہ: ان سے مراد وہ اشیاء ہیں جنھیں چھپا کر رکھا جاتا ہے جیسے کپڑا زیور وغیرہ۔

دوم۔ کھلی اشیاء: جنھیں چھپا کر نہیں رکھا جاتا جیسے جانور سائیکل وغیرہ۔

سربستہ اشیاء کے تلف ہونے پر اس صورت میں تاوان کا ذمہ دار ہوگا اگر مستعیر نے اس کی حفاظت میں کوئی کمی باقی رکھی ہو۔

ہاں اگر یہ شہادت مل جائے کہ مستعیر نے چیز کی حفاظت میں کوئی کمی رکھی تھی تو چیز کے تلف ہونے پر ضمان کی ادائیگی اس پر ضرور ہوگی۔

جب کہ کھلی اشیاء کے ضائع ہونے میں اگر مستعیر نے معیر کی شرائط کے مطابق چیز

۱۔ امام شافعی، کتاب الام، مطبعۃ الامیریۃ، بولاق مصر، ۱۳۲۱ھ، ج ۳، ص ۲۱۸

۲۔ معجم الفقہ الحنبلی بحوالہ ابن قدامہ، المغنی، ج ۵، ص ۲۰۴ وزارۃ الاوقاف، کویت، ۳، ۱۹۷۳ء ج ۲، ص ۶۹۳

استعمال کی ہے اور ضائع ہوگی تو ضمان نہیں ہوگا البتہ حد و د سے تجاوز کرنے پر ضمان واجب ہوگا۔[1]

ادائیگی ضمان تاوان کی ادائیگی تلف شدہ چیز کی قیمت کی صورت میں ہوگی اس جیسی شے کی صورت میں نہیں اگرچہ وہ اس کی مثل دستیاب ہو ہاں البتہ اسی حیثیت کی مثلی شیئے دستیاب ہو تو مثلی چیز بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

اگر وہ چیز اسی طرح استعمال کی گئی تھی جس کی اُسے اجازت تھی اور بوجہ استعمال اس کی قیمت تلف ہونے سے پہلے ہی کم ہوگئی ہو تو مستعیر اس کمی کو پورا کرنے کا ذمہ دار نہ ہوگا کیونکہ معیر نے اس سے منفعت حاصل کرنے کی جو اجازت دے رکھی تھی۔ مستعیر اس کا حق دار تھا۔[2]

معیر تلف شدہ چیز کی وہی قیمت وصول کرے گا جو اس کے تلف ہونے والے دن تھی بشرطیکہ یہ شہادت مل جائے کہ گواہوں نے اس چیز کو اس دن دیکھا تھا۔ اگر گواہوں کا یہ بیان ہو کہ انہوں نے دس روز پہلے اس چیز کو دیکھا تھا تو اس تاریخ کو اس چیز کی جو قیمت ہوگی وہ وصول کی جائے گی۔ اگر کسی نے اس چیز کو نہیں دیکھا اور نہ مستعیر کو یہ علم ہے کہ چیز کس دن ضائع ہوئی تو اس صورت میں معیر اس دن کی قیمت وصول کرے گا جو عاریتاً دینے والے دن تھی۔[3]

مشروط عاریت اگر مستعیر نے یہ شرط عائد کی کہ اگر معار اس کے پاس ہلاک یا ضائع ہو جائے تو یہ ضمان ادا نہیں کرے گا تو یہ شرط بالاتفاق ائمہ اربعہ فاسد ہے اس شرط کے باوجود عاریت کی چیز ہلاک ہونے پر اس سے پہلے بیان کردہ شرائط کے مطابق مستعیر کو تاوان ادا کرنا پڑے گا۔[4]

---

[1] ابن رشد، بدایۃ المجتہد - ج ۲، ص ۳۱۳ - الجزیری - کتاب الفقہ، ج ۳، ص ۲۷۳

[2] الجزیری، کتاب الفقہ ترجمہ منظور احسن عباسی، محکمہ اوقاف لاہور، ۱۹۷۹ء ج ۳ ص ۳۷۴

[3] ایضاً ص ۵، ۳

[4] امام شافعی، کتاب الام، ج ۳، ص ۲۱۸
ابن رشد، بدایۃ المجتہد، ج ۲، ص ۳۱۴
ابن قدامہ، المغنی، ج ۵، ص ۲۰۴، الجزیری، کتاب الفقہ (اردو) ج ۳، ص ۳۹۶

رجوع عن العاریت عاریت دینے والا جب چاہے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے اس لیے ہدایہ میں ہے۔

للمعیران یرجع فی العاریة متی شاء [1]

یعنی معیر جب چاہے عاریت سے رجوع کرسکتا ہے۔ اگرچہ مدت مقررہ سے قبل اس نے عاریتًا لی ہوئی چیز کی واپسی کا مطالبہ کر دیا ہو۔ اگرچہ معیر کو ایسا کرنا ممنوع ہے اور وعدہ خلافی ہے اگر مقررہ مدت سے پہلے رعایت سے رجوع کیا تو بعد کی مدت میں مستعیر کے پاس وہ چیز بطور اجارہ رہے گی۔ جیسے ایک شخص نے دوسرے کو ایک سال کے لیے اپنا مکان عاریتًا دیا چھ ماہ کے بعد معیر نے مکان کی واپسی کا مطالبہ کر دیا۔ اب مستعیر کو چار ماہ نیا مکان تلاش کرنے میں صرف ہو گئے تو ان چار ماہ کا کرایہ مستعیر کو ادا کرنا ہوگا۔

مستعیر یا معیر کسی ایک کی مدت سے بھی عاریت منسوخ ہو جاتی ہے [2]

عدم ادائیگی معار اگر مستعیر معار کو واپس کرنے سے انکار کر دے یا معار کے تلف یا ضائع ہونے کی صورت میں ادائیگی ضمان سے منکر ہو جائے تو یہ غصب کی شکل اختیار کر جائے گا کیونکہ غصب کی تعریف صاحب ہدایہ نے یہ کی ہے۔

"اخذ مال متقوم محترم بغیر اذن المالك علی وجه یزیل یده" [3]

یعنی شریعت میں کسی کا قیمتی اور محترم مال مالک کی اجازت کے بغیر اس طرح لینا کہ اس کا قبضہ زائل ہو جائے غصب کہلاتا ہے۔

چونکہ غصب میں ضمان کے واجب ہونے کا سبب اس لیے قرار دیا گیا کہ اس میں ظلم و زیادتی

---

[1] مرغینانی، ہدایہ، ج ۳، ص ۲۷۷

[2] علاؤ الدین۔ در المختار ص ۷۶۲

[3] ابوبکر کاسانی، البدائع والصنائع (ترجمہ خان محمد چاولہ) مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۳۶۱۔

کی صفت پائی جاتی ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر قبضہ جمانا ظلم و زیادتی ہے اسی طرح معار کے تلف یا ضائع ہونے پر ضمان ادائیگی سے انکار یا معار کی واپسی نہ کرنا بھی ظلم و زیادتی ہے اس لیے اس حیثیت میں یہ معاملہ غصب قرار پائے گا۔

قاضی یا جج اس صورت میں قانون غصب کے مطابق فیصلہ کرے گا اور معار کی قیمت قانونی طور پر متعین کر کے مستعیر کو ادائیگی کا حکم جاری کرے گا۔ بصورت دیگر اپنے صوابدیدی اختیار کے تحت یا معار کی قیمت کے مطابق کوئی بھی تعزیری سزا دے سکتا ہے۔

احتیاطی تدابیر

انسان اس دنیا میں فطری طور پر مدنی الطبع ہے اور ہر شخص کو کسی بھی وقت کسی دوسرے انسان کی ضرورت پڑ سکتی ہے عصر حاضر میں بھی انسانی معاشرے میں اشیاء بطور عاریۃ دی اور لی جاتی ہیں لیکن بعض حالات و مسائل ایسے پیدا ہو چکے ہیں جن کی بناء پر آج کے دور میں استعارہ کے وقت ان دو تدابیر کو اختیار کرنا ناگزیر ہے۔

۱- عاریت کا تحریر کرنا

اہم اشیاء اولاً تو کسی کو عاریۃ دینی ہی نہیں چاہئیں البتہ اگر کسی وقت ایسی ضرورت پڑ جائے تو حالات کے مطابق اس کو باقاعدہ تحریری شکل میں لانا مفید ثابت ہو سکتا ہے اور معیر بُرے نتائج سے بچ سکتا ہے۔

جیسے اگر کوئی شخص کسی سے موٹر سائیکل یا موٹر کار عاریتاً لے کر کوئی واردات کرے اور معیر اس واردات سے بے خبر ہو تو اس صورت میں مروجہ قانون کے مطابق معیر بھی شریک جرم تصور ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی نے بندوق شکار کے لیے کسی کو عاریتاً دی مستعیر نے اس بندوق سے کسی آدمی کو زخمی کر دیا تو معیر شریک جرم متصور ہوگا۔

۲- معار کی تحقیق

مستعیر کو بھی یہ احتیاط کرنی چاہیے کہ مستعار لینے والی چیز کی تحقیق کرے کہ کیا وہ چوری کی تو نہیں۔ اس لیے کہ اگر مسروقہ چیز اس کے ہاتھوں برآمد ہو جائے تو وہ بھی شریک جرم ثابت ہوگا۔